Seerat Studies Research Journal
eISSN: 2710-5261, pISSN: 2520-3398
Publisher: Department of Seerat Studies
Faculty of Arabic & Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Journal Website: https://jss.aiou.edu.pk/

Vol.07 Issue: 07 (January-December 2022)
Date of Publication: 23-December 2022
HEC Category (July 2022-2023):

jss.aiou.edu.pk

Article	شمائل نبوی ﷺ کے بیان میں علامہ دمیاطیؒ کا منہج واُسلوب Methadology of Allama Dimyati in Describing Appprantal Biography of Muhammadﷺ
Authors & Affiliations	1. **Wisal Ahmad** 2. **Hafiz Saif Ul Rehman**
Dates	Received: 11-05-2022 Accepted: 15-07-2022 Published: 23-12-2022
Citation	Wisal Ahmad, Hafiz Saif ul Rehman, 2022. شمائل نبوی ﷺ کے بیان میں علامہ دمیاطیؒ کا منہج واُسلوب [online] IRI - Islamic Research Index - Allama Iqbal Open University, Islamabad. Available at: <https://iri.aiou.edu.pk/?p=74722> [Accessed 25 December 2022].
Copyright Information	شمائل نبوی ﷺ کے بیان میں علامہ دمیاطیؒ کا منہج واُسلوب 2022 © by Wisal Ahmad, Hafiz Saif ul Rehman is licensed under Attribution-ShareAlike 4.0 International
Publisher Information	Department of Seerat Studies, Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad

Indexing & Abstracting Agencies

Tehqiqat	IRI	Asian Indexing	Australian Islamic Library	HJRS

شمائل نبوی ﷺ کے بیان میں علامہ دمیاطیؒ کا منہج واسلوب

Methadology of Allama Dimyati in Describing Appprantal Biography of Muhammadﷺ

وصال احمد
حافظ سیف الرحمٰن

Abstract

Biography of Holy Prophetﷺis an alive and brilliant topic.Many muslims and non muslims biographers from the first century till now were presented their researches on different angles of the personality of Prophetﷺ.According to basic resources, biography contain many types. One of them is the methodology of the narrators of Ahadith They collect material from Quran and Ahadith and introduced literary biography. One of the most famous biographer, narrator and commentary of Hadith from 7th century among them was Abdul Momin bin Khalf bin Sharaf Uddin Dimyati(614-705).He compiled his comprehensive book "المختصر فی سیرۃ سید البشر"on the biography of Holy Prophetﷺ according to narrators methodology. In this book, Allama Dimyati has described the features and characteristics of Prophet in the light of the main sources, Quran and Ahadith Nabviﷺ.He collects material from basic resources and comprehensive Ahadith.In this paper,the material realted to apparent biography of Prophet ﷺhas been analysed.

علامہ دمیاطیؒ کا نام ونسب

آپ کا پورا نام عبدالمؤمن بن خلف بن شرف بن الحضر [1] بن موسیٰ التونی الدمیاطیؒ ہے، ان کی کنیت ابو محمد [2] اور ابو احمد [3] ہے اور یہ دونوں ان کے بیٹے ہیں۔

ان کے مشہور القاب میں سے ایک لقب شرف الدین [4] ہے۔اور بعض حضرات نے ابن الجامد ان کالقب [5] ذکر کیا ہے۔یعنی پورا نام الحافظ ابو محمد عبدالمؤمن بن خلف الدمیاطی ہے، جو کہ ابن الجامد [6] سے پہچانا جاتا ہے۔بعض نے ان کالقب برھان الدین [7] اور بعض نے جمال الاسلام [8] ذکر کیا ہے۔

اور التونی اس کی نسبت "تونہ" کی طرف یا "تِنِّیس" گاؤں کی طرف ہے جو کہ دمیاط شہر کے ایک گاؤں کا نام [9] ہے۔اور دمیاطی، دمیاط شہر کی طرف نسبت ہے۔

جائے پیدائش

حافظ شرف الدین دمیاطی تونہ میں 614ھ میں پیدا ہوئے [10]۔

آپ کی ہیئت اور اخلاق

علامہ دمیاطی کے تلامذہ میں سے رحالۃ العبدری نے اپنے استاذ علامہ دمیاطی کے اوصاف بیان کئے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ علامہ دمیاطی رنگ کے انتہائی سفید، عمدہ ہیئت والے، مقبول صورت والے، ہمیشہ مسکرانے والے، پرکشش[11] خوبصورت اخلاق والے، خوش لباس[12] پہننے والے خیر والے[13] انسان تھے۔

ان کے دوسرے شاگرد علامہ ذہبیؒ سے مروی ہے، کہ علامہ دمیاطی انتہائی دیندار، عقلمند، بہت عجز وانکساری کرنے والے، طلباء سے محبت کرنے والے، خوش طبعی رکھنے والے اور خوبصورت[14] داڑھی رکھنے والے شخصیت تھے۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ ان کی خوبصورتی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ علامہ دمیاطی خوبصورت انسان تھے کہ اہل دمیاط جب کسی دلہن کی خوبصورتی بیان کرنے میں مبالغہ کرتے تھے تو کہتے تھے کہ گویا یہ تو ابن جامد[15] ہے (ابن الجامد علامہ دمیاطی کا لقب ہے)

حصول علم کے لئے کاوشیں

علم القراءت

علامہ دمیاطیؒ نے اپنی علمی زندگی کی ابتداء اپنے شہر دمیاط میں علم القراءت سے کی، آپ نے قرآن کریم کی قراءت سبعہ اپنے استاذ کمال جو کہ نابینا تھے، اُن سے پڑھی، اور ان کے استاذ ابوالحسن علی بن شجاع بن سالم القرشی العباسی المصر (582تا661ھ) ہے، یہ اپنے زمانے میں علم القراءت کے بہت بڑے شیخ تھے، اور علم فنون کے مشارکین میں سے ایک امام تھے[16]

علم اصول الفقہ

حافظ دمیاطیؒ اپنی ابتدائی زندگی میں علم اصول فقہ پڑھنے کے لئے اپنے شہر دمیاط میں مصروف عمل ہوئے[17]، چنانچہ انہوں نے علم فقہ واصول فقہ اور علم میراث اپنے استاد شیخ قاضی ابن خلیلؒ سے پڑھی[18]۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے اپنے فتویٰ (مسلک) اور علم ریاضی بھی ان سے پڑھی[19]۔ چنانچہ علامی دمیاطیؒ اپنے مذہب (شافعی) میں ممتاز ویگانہ ہوگئے اور بہت وسیع سمجھ اور مضبوط علم والے تھے، اور بہت ساری اصول فقہ کی اصطلاحی زبانیں یاد کیں، حتیٰ کہ ایک مرتبہ امام اسنویؒ سے ان کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ حافظ دمیاطیؒ تو بہت بڑے فقیہ اور اصولی[20] تھے اور ابن قاضیؒ نے ان کے بارے میں کہا کہ وہ فقہ میں بہت پختہ تھے[21] اور علامہ ذھبی نے فرمایا کہ ان کی فقہ میں بہت مضبوط تصانیف[22] ہیں۔

لغۃ عربیہ اور اس کے متعلقہ علوم

حافظ شرف الدین الدمیاطیؒ لغۃ عربیہ کے بولنے اور سیکھنے میں اپنے شہر دمیاط میں مصروف عمل ہوئے اور بہت عمدہ طریقہ سے عربی زبان کو یاد کرنے والے، عربی زبان کی تہہ تک پہنچنے والے، مبہم جگہوں کی تشریح کرنے والے، اشعار کو قافیہ بنانے کے لئے ترتیب دینے والے اور اس کو منظم انداز میں پرونے والے تھے۔

علامہ اسنوی نے کہا کہ حافظ دمیاطیؒ بہت بڑے نحوی، ادیب امام لغت اور شاعر[23] تھے، علامہ ذہبیؒ نے کہا کہ حافظ دمیاطیؒ کی عربی لغت میں بہت مضبوط تصانیف[24] ہیں، ابن کثیر نے کہا کہ انہوں نے علم لغت کا جھنڈا اٹھا ہوا تھا۔

علم الحدیث

پھر حافظ شرف الدین دمیاطی علم الحدیث کی طلب میں مصروف ہوئے، چنانچہ حافظ دمیاطی اپنے شیخ ابو عبداللہ محمد بن موسی بن النعمانؒ[25] کے پاس دمیاط آئے، اور انہوں نے ان کو دیکھا جو کہ فقہ اور اصول فقہ میں پختہ اور مضبوط[26] ہیں، تو حضرت شیخ نے ان کی علم الحدیث کی طرف رہنمائی فرمائی، اور یہ سن[27] (636ھ) کا واقعہ ہے۔

ابن الجزریؒ نے علامہ دمیاطیؒ سے علم حدیث سیکھنے کے متعلق کہا ہے کہ انہوں نے حدیث کو مضبوطی، تقویٰ و پرہیزگاری اور پر اعتمادی کے ساتھ حدیث کو حاصل کیا ہے[28]۔

علم التاریخ والانساب

بعض کتابوں میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ علامہ دمیاطی علم تاریخ اور علم الانساب کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کی ان کتابوں کی فہرست جو آپ کے ان علوم میں تبحر کو واضح کرتی ہیں، بہت ممتاز ہے، بالخصوص علم النسب میں اگرچہ ان میں سے بعض علوم معرفۃ الحدیث کے ضمن میں شامل ہیں۔

ان کے شاگرد تجیبی نے کہا ہے کہ علامہ دمیاطی روایات کے ایسے سنار ہیں جو رجال حدیث کے ملتے جلتے انساب پر احاطہ کر کے، ان کے نام، کنیتیں، تواریخ، موالید اور وفیات کو جانتے ہوئے، رجال کے بلدان میں متعین مقامات کی تعیین کرتے ہیں، اور میں انہیں اپنے زمانے کے امام دار قطنی کی طرح شمار کرتا ہوں، جو کہ اطراف و جوانب میں علم انساب پر احاطہ کی وجہ سے اتنے مشہور تھے کہ کرہ ارضی پر میں کسی کو نہیں جانتا جو ان سے بڑا عالم یا ان کے قریب تر بھی ہو[29]

علامہ دمیاطی کے شیوخ

علامہ دمیاطی کے علمی شان اور علمی پختگی کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ آپ نے جہاں جہاں حصول علم کے لئے اسفار کئے ہیں تو وہاں آپ کے تمام اساتذہ اور شیوخ کے اسماء بمع اسناد محفوظ رہے، چنانچہ علامہ ذہبی نے کہا ہے کہ آپ کے شیوخ میں پہلا نام ابو علی الحسین بن یوسف بن حسن الصنھاجی الشاطبی الاسکندری ہے[30]۔

چنانچہ علامہ دمیاطی کے شیوخ کے چند اسماء مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ احمد بن عمر بن ابراہیم الانصاری المالکیؒ (578، 656ھ)

2۔ سلیمان بن عبدالمجید بن حسن العجمی الحلبیؒ (606، 656ھ)

3۔ عبدالسلام بن عبداللہ الحرانی، مجد الدین ابن تیمیہؒ (590، 652ھ)

4۔ محمد بن احمد بن علی التوزی القسطلانیؒ (614۔686ھ)

5۔ یوسف بن عبدالرحمن بن علی ابن الجوزی (658۔656ھ)

علامہ دمیاطی کے تلامذہ

اسی سلسلہ میں اکابر ائمہ اور مشہور علم حدیث کے حفاظ اور اصحاب التصانیف علامہ حافظ دمیاطیؒ کے تلامذہ میں شامل ہیں، جن میں سے چند کے اسماء زیب قرطاس ہیں۔

1۔ فخر الدین احمد بن عبد الوہاب النویریؒ (677۔733)

2۔ علاء الدین علی بن اسماعیل القونویؒ (668۔729ھ)

3۔ تقی الدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی السبکیؒ (683۔756ھ)

4۔ تقی الدین محمد بن ابی بکر الاخنائی السعدیؒ (660۔750ھ)

5۔ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبیؒ (673۔748ھ)

6۔ اثیر الدین ابو حیان محمد بن یوسف الجیانی الاندلسیؒ (654۔745ھ)

علامہ دمیاطی کا علمی مقام اور خدمات

علامہ حافظ دمیاطی کا علمی مقام اور ان کی علمی خدمات، ان کے معاصر و اہل علاقہ اور بعد میں آنے والے علماء کے اقوال کو دیکھ کر واضح ہو جاتا ہے، جنہوں نے ہمیشہ تعریف و فضائل بیان کئے، اور ان کو ایسے علمی القابات سے نوازا، جس سے ان کی قدر و منزلت اور علوِ شان واضح ہوتی ہے، میں علامہ دمیاطی کے بعض تلامذہ کے اقوال سے آغاز کروں گا۔

حافظ ذھبی نے اپنے استاذ علامہ دمیاطی کے بارے میں فرمایا کہ علامہ حافظ دمیاطی ہمارے شیخ، امام، حافظ الحدیث، علم الفقہ کے ماہر، محدثین کے شیخ[31]، اور اسی طرح علم الانساب کے ایک امام، علم الحدیث کے نقاد، اور تمام محاسن کو جمع کرنے والے[32]، اور اپنے زمانے کے سر چشمہ علوم[33]، بہت ہیبت و جلال والے[34]، اور فرمایا کہ میں نے ابو الحجاج المزی سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے علم الحدیث میں علامہ دمیاطیؒ سے زیادہ قوی حافظہ والا کسی کو[35] نہیں دیکھا، اور فرماتے ہیں کہ چار قسم کے لوگ میں نے اپنی زندگی میں بہت ذہین دیکھے ہیں، (1) ابن دقیق العید۔ (2) حافظ دمیاطی۔ (3) ابن تیمیہ۔ (4) ابو الحجاج المزی۔

علامہ دمیاطی رحمہ اللہ کی تصانیف

علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ مؤلف نے شائستہ تصانیف[36] کی ہیں، اور پھر فرمایا کہ ان کی بہت ہی گہری اور اعلی تصانیف[37] ہیں۔
امام ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ ان کی بہت ساری مؤلفات اور تصانیف ہیں کہ جو حدوں کو چھو[38] رہی ہیں، پھر فرمایا کہ حسن تالیف و تصانیف میں ان کی کتب اعلیٰ ہیں، بلکہ ان کی تصانیف سے علم پھیلتا[39] ہے۔

1۔ الاربعون[40] التساعیات الاسناد والابدال[41]

2۔ الاربعون العوالی من حدیث عز الدین بن عبد السلام[42]

3۔ الاعیان الجیاد من شیوخ بغداد[43]

4۔ اخبار الخزرج ومافیھا من القبائل[44]

5۔ حواشی علی الامام البخاری[45]

6۔ حواشی علی الامام المسلم[46]

علامہ دمیاطی رحمہ اللہ کی وفات

علامہ دمیاطی بروز اتوار چاشت کے وقت پندرہ ذی القعدہ (705ھ) کو اچانک دار فانی سے کوچ کر گئے، اور ان کی اس تاریخ وفات پر کوئی خاص اختلاف بھی نہیں[47] پایا جاتا، امام موصوف نے مدرسہ ظاہریہ میں نماز پڑھی، اور مسند درس حدیث پر آئے، ان کے سامنے احادیث پڑھی گئیں، پھر انہوں نے گھر جانے کی خواہش کی، اور سیڑھیوں پر آپ پر بے ہوشی طاری ہو گئی، اور مردہ حالت[48] میں گھر منتقل کر دیئے گئے۔

شمائل النبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شمائلِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گفتگو سے قبل یہ جاننا ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کی دو جہتیں ہیں، جو ہمیں دعوت و فکر و نظر فراہم کرتی ہیں، ان میں سے ایک یہ کہ تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بنیادی امتیازات کیا ہیں؟ اور ان میں کتنی وسعت و ہمہ گیری ہے، دوسرے یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے ظاہری و باطنی خط و خال کیا تھے؟ اور ان میں اور آپ کی لائی ہوئی تعلیمات میں کتنی ہم آہنگی اور توازن تھا؟ ان میں سے پہلی چیز کو تعلیماتِ نبوی سے موسوم کیا جاتا ہے اور دوسری کو سیرت نبوی اور شمائل نبوی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

شمائل کی لغوی و اصطلاحی تعریف

شمائل جمع ہے ''الشِّمال'' کی جیسا کہ ''لسان العرب'' میں مذکور ہے، الشمال: الخُلُق، والجمع ''الشمائل''۔

شمائل جمع ''الشمال'' معنی: طبیعت، عادت، سیرت، جیسا کہ بولتے ہیں ''ليس مِنْ شِمالي أنْ أعْمَلَ بِشِمَالي'' (المنجد اردو مکتبہ مصطفائیہ، دیوبند)

جمع الوسائل مؤلفہ ''ملا علی قاری'' میں شمائل کی وضاحت ان الفاظ میں مذکور ہے:

سُمِّيَ الكتابُ بِالشَمائِل بالياء جمع شِمالٍ بالكسر بمعنى الطبيعةِ، لا جمعُ شمأل.

اصطلاح میں ''شمائل'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و احوال اور عادات کو کہتے ہیں اور بالفاظ دیگر ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم'' کے اخلاق و عادات، فضائل و شمائل اور شب و روز کے معمولات کی تفصیلات کا نام ہے۔[49]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کا بیان

علامہ دمیاطیؒ نے وصف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق جامع روایات بیان کی ہے جو کہ کتب احادیث و شمائل اور کتب سیرت میں بیان ہوئی ہے، آپ لکھتے ہیں:

حضرت حسن بن علی سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ھند بن ابی ہالہ تمیمی سے دریافت کیا، اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارک کو بہت ہی کثرت اور وضاحت سے بیان کیا کرتے تھے۔ مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ

آپ ﷺ کے اوصاف جمیلہ میں سے کچھ میرے سامنے بھی ذکر کریں تاکہ میں اس کو ذہن نشین کرلوں۔ پس انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ خود اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے شاندار تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے رتبے والے تھے۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا۔ آپ ﷺ کا قد مبارک درمیانہ قد والے سے طویل اور زیادہ لمبے قد والے سے پست تھا۔ سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ بال مبارک تھوڑے سے گنگریالے تھے، اگر خود ہی مانگ نکلتی تو چھوڑ دیتے ورنہ آپ مانگ نہ نکالتے تھے۔ جن دنوں آپ ﷺ کے بال مبارک زیادہ ہوتے تو کان کی لو سے تجاوز کرتے تھے۔ آپ ﷺ کا رنگ نہایت چمکدار اور پیشانی کشادہ تھی۔ آپ ﷺ کے ابرو خمدار، باریک اور گنجان تھے اور دونوں آپس میں ملے ہوئے نہیں تھے۔ ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصے کے وقت ابھرتی تھی۔ ناک مبارک بلند تھی اور اس میں ایک نور اور چمک تھی۔ پہلی مرتبہ دیکھنے والا آپ کو بڑی ناک والا سمجھتا تھا۔ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک بہت گھنی تھی، آنکھ کی پتلی نہایت سیاہ تھی۔ رخسار مباک ہموار تھے، آپ ﷺ کا دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔ آپ ﷺ کے دندان مبارک باریک اور آبدار تھے اور دانتوں کے درمیان تھوڑا تھوڑا فاصلہ تھا۔ سینے سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔ آپ ﷺ کی گردن مبارک مورتی کی خوبصورت تراشی ہوی گردن کی طرح اور چاندی کی طرح صاف تھی۔ آپ ﷺ کے سب اعضاء نہایت معتدل اور پر گوشت تھے اور بدن گٹھا ہوا تھا۔ پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھا۔ آپ ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدرے زیادہ فصل تھا۔ آپ ﷺ کے جوڑوں کی ہڈیاں قوی اور بڑی تھی۔ کپڑا اتارنے کی حالت میں آپ ﷺ کا بدن روشن و چمکدار نظر آتا تھا۔ ناف سے سینے کے درمیان ایک لکیر کی طرح بالوں کی ایک باریک دھاری تھی۔ اس لکیر کے علاوہ دونوں چھاتیاں اور پیٹ بالوں سے خالی تھا، البتہ دونوں بازو، کندھوں اور سینہ کے بالائی حصے پر بال تھے۔ آپ ﷺ کی کلائیاں دراز اور ہتھیلیاں فراخ تھیں نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم پر گوشت تھے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں، تلوے قدرے گہرے تھے اور ملاست کی وجہ سے پانی نہیں رکتا، فوراً ڈھل جاتا تھا۔ آپ ﷺ جب چلتے تو آگے کو جھک کر تشریف لیجاتے تھے، قدم آہستہ زمین پر رکھتے تھے، قدم زرا کشادہ رکھتے تھے، جب آپ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا پستی میں اتر رہیں ہیں، جب کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے جسم کے ساتھ ہوتے، نظریں ہمیشہ نیچی رہتی تھی۔ آپ کی نگاہ بہ نسبت آسمان کے زمین پر زیادہ رہتی تھی۔ آپ ﷺ کی عادت شریفہ ہمیشہ گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی، چلنے میں اپنے صحابہ کو اپنے آگے کرتے تھے، جس سے ملتے تو سلام میں خود پہل کرتے۔

میں نے عرض کیا کہ حضور اکرم ﷺ کی گفتگو کی کیفیت مجھے بیان فرمائے۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ متواتر غم میں اور ہر وقت سوچ میں رہتے تھے، کسی وقت آپ کو بے فکری اور راحت نہیں ہوتی تھی۔ اکثر اوقات خاموش رہتے اور بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے تھے آپ کی تمام گفتگو ابتداء سے انتہاء تک منہ بھر کر ہوتی تھی۔ جامع الفاظ کے ساتھ کلام فرماتے تھے۔ آپ کا کلام ایک دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا، نہ اس میں فضولیات ہوتی تھیں اور نہ ہی اتنی کوتاہیاں کہ مطلب پوری طرح واضح نہ ہو۔ آپ نہ سخت مزاج تھے نہ کسی کی تذلیل فرماتے تھے۔ اللہ کی نعمت خواہ کتنی ہی تھوڑی ہو اس کو بہت بڑا سمجھتے تھے، اس کی

مذمت نہ فرماتے تھے۔البتہ کھانے کی اشیاء کی نہ مذمت فرماتے نہ زیادہ تعریف۔دنیااوردنیاوی امور کی وجہ سے آپ کو کبھی غصہ نہ آتا تھا۔البتہ اگر کسی دینی امر اور حق بات سے کوئی شخص تجاوز کرتا تواس وقت آپ کے غصہ کی کوئی شخص تاب نہ لا سکتا تھااور کوئی اس کو روک بھی نہ سکتا تھا یہاں تک کہ آپ اس کاانتقام نہ لے لیں۔اپنی ذات کے لئے نہ کسی پر ناراض ہوتے تھے نہ اس کاانتقام لیتے تھے۔جب کسی وجہ سے کسی جانب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے۔جب کسی بات پر تعجب فرماتے تو ہاتھوں کو پلٹ لیتے تھے۔اور جب بات کرتے تو گفتگو کے ساتھ ساتھ ہاتھوں سے بھی اشارہ فرماتے اور کبھی داہنی ہتھیلی کو بائیں انگوٹھے کے اندرونی حصہ پر مارتے اور جب خوش ہوتے تو حیا کی وجہ سے گویا آنکھیں بند فرمالیتے۔آپ کی اکثر ہنسی تبسم ہوتی تھی۔اس وقت آپ کے دندان مبارک اولے کی طرح چمکدار سفید ظاہر ہوتے تھے۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کا حضرت حسینؓ سے ایک عرصہ تک ذکر نہیں کیا۔ایک عرصہ کے بعد جب ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے اس حدیث کو سن چکے ہیں۔اور یہی نہیں کہ ماموں جان سے صرف یہ حدیث سن لی ہو بلکہ والد صاحب حضرت علیؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان تشریف لے جانے اور باہر تشریف لانے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرز و طریقہ معلوم کر چکے ہیں۔چنانچہ حضرت حسین نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد حضرت علیؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان تشریف لے جانے کے حالات دریافت کئے تو آپ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکان میں تشریف رکھنے کے وقت کو تین حصوں میں منقسم فرماتے تھے۔ایک حصہ حق تعالی جل شانہ کی عبادت میں خرچ فرماتے تھے یعنی نماز وغیرہ پڑھتے تھے۔دوسرا حصہ گھر والوں کے ادائے حقوق میں خرچ فرماتے تھے۔مثلاًان سے ہنسنا بولنا، بات کرنا، ان کے حالات کی تحقیق کرنا۔تیسرا حصہ خاص اپنی ضروریات راحت آرام کے لئے رکھتے تھے۔پھر اس اپنے والے حصہ کو بھی دو حصوں پر اپنے اور لوگوں کے درمیان اس طرح تقسیم فرمادیتے کہ خصوصی حضرات صحابہ کرامؓ اس وقت میں داخل ہوتے، ان خواص کے ذریعہ سے علوم عوام تک پہنچتے، ان لوگوں سے کوئی چیز بھی نہیں چھپاتے تھے۔آنے والوں میں اہل فضل یعنی اہل علم و عمل کو حاضری کی اجازت میں ترجیح دیتے تھے۔اس وقت کو ان کے فضل دینی کے لحاظ سے ان پر تقسیم فرماتے تھے۔بعض آنے والے ایک حاجت لے کر آتے اور بعض حضرات دو دو حاجتیں لے کر حاضر خدمت ہوتے اور بعض حضرات کئی کئی حاجتیں لے کر حاضر ہوتے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی تمام حاجتیں پوری فرمایا کرتے اور ان کو ایسے امور میں مشغول فرماتے جو خود ان کی اور تمام امت کی اصلاح کے لئے مفید اور کار آمد ہوں۔اور ان علوم و معارف کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمادیا کرتے تھے کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان مفید اور اصلاحی امور کو غائبین تک بھی پہنچادیں اور نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جو لوگ کسی عذر کی وجہ سے مجھ سے اپنی ضرورتوں کا اظہار نہیں کر سکتے تم لوگ ان کی ضرورتیں مجھ تک پہنچادیا کرو۔اس لئے کہ جو شخص بادشاہ تک کسی ایسے شخص کی حاجت پہنچائے جو خود نہیں پہنچا سکتا تو حق تعالی قیامت کے دن اس شخص کو ثابت قدم رکھیں گے۔لہٰذا تم لوگ ضرور اس میں کوشش کیا کرو۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں ضروری اور مفید ہی باتوں کا تذکرہ ہوتا

تھا۔ صحابہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں دینی امور کے طالب بن کر حاضر ہوتے تھے اور بلا کچھ چکھے وہاں سے نہیں آتے تھے۔ صحابہ کرامؓ حضور اقدس ﷺ کی مجلس سے ہدایت اور خیر کو لے کر نکلتے تھے۔

حضرت حسینؓ کہتے ہیں کہ میں نے باہر تشریف آوری کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ حضور ﷺ ضروری امور کے علاوہ اپنی زبان کو محفوظ رکھتے تھے، آنے والوں کی تالیف قلوب فرماتے اور ان کو مانوس فرماتے تھے۔ ہر قوم کے کریم اور معزز کا اکرام و اعزاز فرماتے اور اس کو خود اپنی طرف سے بھی اسی قوم پر متولی مقرر فرمادیتے۔ لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتے اور خود اپنی بھی لوگوں کے تکلیف پہنچانے یا نقصان پہنچانے سے حفاظت فرماتے تھے لیکن باوجود احتیاط رکھنے اور احتیاط کی تاکید کے کسی سے اپنی خندہ پیشانی اور خوش خلقی کو نہیں ہٹاتے تھے۔ اپنے دوستوں کی خبر گیری فرماتے، لوگوں کے حالات اور آپس کے معاملات کی تحقیق فرما کر ان کی اصلاح فرماتے۔ اچھی بات کی تحسین فرما کر اس کی تقویت فرماتے اور بری بات کی برائی بتا کر اس کو زائل فرماتے اور روک دیتے۔ حضور اکرم ﷺ ہر امر میں اعتدال اور میانہ روی اختیار فرماتے تھے۔ لوگوں کی اصلاح سے غفلت نہ فرماتے تھے کہ مبادا کہ وہ دین سے غافل نہ ہو جائیں۔ ہر کام کے لئے آپ کے یہاں ایک خاص انتظام تھا۔ امر حق میں نہ کبھی کوتاہی فرماتے تھے نہ حد سے تجاوز کرتے تھے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والے خلقت کے بہترین افراد ہوتے تھے۔ آپ کے نزدیک افضل وہی ہوتا تھا جس کی خیر خواہی عام ہو یعنی ہر شخص کی بھلائی چاہتا ہو۔ آپ کے نزدیک بڑے رتبہ والا وہی ہوتا تھا جو مخلوق کی غم گساری اور مدد میں زیادہ حصہ لے۔ حضرت امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی مجلس کے حالات دریافت کئے تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کی نشست و برخاست سب اللہ کے ذکر کے ساتھ ہوتی تھی اور جب کسی جگہ آپ تشریف لے جاتے تو جہاں جگہ ملتی وہیں تشریف رکھتے اور اسی کا لوگوں کو حکم فرماتے تھے کہ جہاں جگہ خالی مل جائے، بیٹھ جایا کریں۔ آپ کے پاس ہر بیٹھنے والا یہ سمجھتا تھا کہ حضور ﷺ میرا سب سے زیادہ اکرام فرما رہے ہیں۔ جو آپ کے پاس بیٹھتا یا کسی امر میں آپ کی طرف مراجعت کرتا تو حضور ﷺ اس کے پاس بیٹھے رہتے یہاں تک کہ وہ خود اٹھنے کی ابتداء کرتے۔ جو آپ سے کوئی چیز مانگتا تو آپ اس کو مرحمت فرماتے یا نرمی سے جواب دیتے۔ آپ کی خندہ پیشانی اور خوش خلقی تمام لوگوں کے لئے عام تھی۔ آپ تمام مخلوق کے شفقت میں باپ تھے اور تمام مخلوق کے حقوق میں آپ کے نزدیک برابر تھیں۔ آپ کی مجلس، مجلسِ علم و حیا اور صبر و امانت تھی۔ نہ اس میں شور و شغب ہوتا نہ ہی کسی کی عزت و آبرو اتاری جاتی تھی۔ اس مجلس میں اگر کسی سے کوئی لغزش ہو جاتی تھی تو اس کو شہرت نہیں دی جاتی تھی۔ آپس میں سب برابر شمار کئے جاتے تھے۔ ایک دوسرے پر فضیلت تقویٰ سے ہوتی تھی۔ ہر شخص دوسرے کے ساتھ تواضع سے پیش آتا تھا۔ بڑوں کی تعظیم کرتے تھے۔ چھوٹوں پر شفقت کرتے تھے۔ اہل حاجت کو ترجیح دیتے تھے۔ اجنبی مسافر آدمی کی خبر گیری کرتے تھے۔

حضرت حسین فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت علی سے آپ ﷺ کا اہل مجلس سے طرز پوچھا تو فرمایا کہ آپ ﷺ ہمیشہ خندہ پیشانی اور خوش خلقی کے ساتھ رہتے تھے، نرم مزاج تھے، نہ سخت گو تھے اور نہ ہی سخت دل تھے، نہ تو آپ ﷺ چلا کر بولتے تھے اور نہ ہی فحش گوئی کرتے، نہ کسی سے ناگواری کرتے تھے اور نہ ہی عیب جوئی کرتے تھے، نہ ہی

کسی کی بہت زیادہ تعریف کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناپسندیدہ بات سے اعراض کرتے تھے، نہ تو کسی کو مایوس کرتے اور نہ ہی کسی کو بد ظن کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آپ کو تین باتوں سے بالکل الگ رکھتے تھے: جھگڑے سے، بہت زیادہ بولنے سے اور فضول باتیں کرنے سے۔ اور تین باتوں سے لوگوں کو بچا کر رکھا تھا۔ نہ کسی کی مزمت کرتے، نہ کسی کو عار دلاتے، اور نہ ہی کسی کے عیوب تلاش کرتے تھے۔ صرف وہی کلام فرماتے تھے جو باعث اجر وثواب ہو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے تو حاضرین مجلس اس طرح گردن جھکا کر خاموش رہتے تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہوتے تب دوسرے حضرات کلام کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کوئی کسی بات پر جھگڑا نہیں کرتا تھا۔ جب کوئی بات کرتا تو اس کے خاموش ہونے تک سب ساکت رہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں ہر شخص کی بات ایسی ہوتی تھی جیسے کہ سب سے پہلے شخص کی گفتگو ہو، جس بات سے سب ہنستے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تبسم فرماتے تھے، اور جس بات سے سب تعجب کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تعجب فرماتے تھے۔ اجنبی شخص کی سخت گفتگو اور بے تمیزی سے کلام پر صبر فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ مسافروں کو آپ کی مجلس میں لے کر آتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ جب کسی طالب حاجت کو دیکھو تو ان کی امداد کیا کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اگر کوئی صرف بطور شکریہ اور ادائے احسان پر تعریف کرتا تو سکوت فرماتے تھے ورنہ گوارہ نہ کرتے۔ کسی شخص کی گفتگو نہیں کاٹتے تھے یہاں تک کہ وہ خود ہی گفتگو ختم نہ کریں یا پھر مجلس سے نہ اٹھے۔

حضرت حسین فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاموشی کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاموشی چار طرح کی تھی: بردباری، ڈر، غور اور فکر کی وجہ سے تھی۔ جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تدبر تھا تو وہ دیکھنے اور لوگوں سے سننے کے لئے تھا۔ اور جہاں تک سوچنے کی بات ہے تو وہ ان امور کے بارے میں ہوتا جو فنا ہونے اور باقی رہنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بردباری اور صبر جمع تھی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو کسی چیز سے غصہ ہوتے اور نہ ہی بیزار ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احتیاط چار چیزوں پر منحصر تھا: اچھی چیز کو لیتے ہیں تاکہ اس کی پیروی کریں، برائی سے دور رہتے تھے تاکہ اس سے بچ سکے، امت کی بہتری اور اصلاح میں غور و فکر کرتے اور ان امور کو قائم کرتے جن میں امت کی دنیا و آخرت جمع ہو۔[50]

بعض اہل علم یہی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیانہ قد کے تھے لیکن جب آپ دراز قد کے لوگوں کے ساتھ چلتے تو اونچے لگتے تھے، رنگ چمکدار اور سرخی مائل تھا، پیشانی کشادہ تھی، دونوں ابرو ملے ہوے نہیں تھے، ناک قدرے اونچی تھی، گھنی داڑھی اور رخسار ہموار تھے (گوشت لٹکا ہوا نہیں تھا)، آنکھ کی پتلی نہایت سیاہ تھی، دانتوں کے درمیان زرا زرا فاصلہ تھا، سینے سے ناف تک ایک پتلی سی بالوں کی ایک لکیر تھی، ہتھیلیاں اور پاؤں پر گوشت تھے، چلتے وقت پورے قدم زمین پر رکھتے تھے، تلوے میں کوئی خلا نہیں تھا، تھوڑی کے نیچے کچھ بال سفید تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالوں کو سیدھا رکھتے تھے کوئی مانگ نہیں نکالتے تھے پھر جب مانگ نکالنے کا حکم دیا گیا تو مانگ نکالتے تھے، اور یہ اوصاف ھند بن ابی ھالہ کے اوصاف سے مختلف ہیں حالانکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کو بہت زیادہ بیان کیا کرتے تھے، اس بات میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تلوے مبارک پر خلا تھا یعنی زمین سے بہت دور تھے، اور اس بات میں بھی کہ دنوں ابرو خمدار، باریک اور جدا جدا تھی۔[51]

خطبہ نبوی ﷺ کے لئے ممبر بنانا

حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں (محمد بن عمر نے کہا کہ محمد بن عبدالرحمن کے علاوہ مجھے سب نے بتایا) کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز مسجد میں ایک کھجور کے تنے کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھڑا ہونا مجھ پر گراں ہے، تمیم داری نے گزارش کی ، یارسول اللہ ﷺ، کیا میں آپ کے لئے ایک ممبر نہ بنادوں، جیسا کہ میں نے ملک شام میں بنتے دیکھا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں مسلمانوں سے مشورہ کیا، سب کی رائے ہوئی کہ آپ ﷺ اسے بنالیں، عباس بن عبدالمطلب نے کہا کہ میرا ایک غلام ہے، جس کا نام کلاب ہے، وہ سب سے زیادہ کام کرنے والا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ اسے حکم دیں کہ وہ اس ممبر کو بنادے، حضرت عباس نے اسے جنگل میں درخت اثلہ[52] (کاٹنے کو) بھیجا (جس کی لکڑی سخت اور مضبوط ہوتی ہے) اس نے اسے کاٹا، اسکے دو درجے اور ایک نشست گاہ بنا کے لایا، اور اسی مقام پر رکھ دیا جہاں آج ہے۔[53] رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اس پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میرا یہ ممبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے[54]، اور میرے ممبر کے پائے جنت کے مراتب ہیں،[55] فرمایا کہ میرا ممبر میرے حوض کوثر پر ہے،[56] اور فرمایا کہ میرے ممبر اور میرے حجرے کے درمیان جنت کے باغوں میں ایک باغ ہے[57]۔

آپ ﷺ کے کپڑوں کا بیان

آپ ﷺ کے پاس ایک عمامہ تھا، جسے سحاب[58] کہا جاتا تھا، اور اس کے نیچے آپ لاطیہ (اللاطئة: أي اللاصقة بالرأس) سر کے ساتھ چمٹی ہوئی ٹوپی پہنتے تھے، اور ایک چادر ہوتی تھی، جس کا نام الفتح تھا۔[59]

حضرت حسن سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا جھنڈا کالے رنگ کا تھا، جس کا نام عقاب تھا اور آپ کا عمامہ بھی کالے رنگ کا تھا، جب آپ ﷺ عمامہ باندھتے تو اس کے کناروں کو دونوں شانوں کے درمیان ڈالتے تھے۔[60]

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ سفید ٹوپیاں اور بٹن والی ٹوپیاں اور کانوں والی ٹوپیاں پہنا کرتے تھے۔[61]

حضرت انس سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی قمیص کاٹن کی تھی، لمبائی بھی کم تھی اور آستین بھی چھوٹی تھی۔[62]

عروہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی چادر کی لمبائی چار گز ہے اور اس کی چوڑائی دو گز اور ایک بالشت ہے۔[63]

ابوداؤد نے اپنی سنن میں یونس بن حارث ثقفی کی حدیث روایت کی ہے، وہ ابوعون محمد بن عبیداللہ بن سعد ثقفی کوفی سے اور وہ اپنے والد سے، اور وہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ چٹائی پر اور دباغت دیئے ہوئے بالوں کی جلد پر نماز پڑھتے تھے۔[64]

رسول اللہ ﷺ کے سونے کی انگوٹھی

حضرت ابن عمر سے متعدد طرق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سونے کی مہر بنوائی، جب آپ ﷺ اسے اپنے داہنے ہاتھ پہنتے تھے تو اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے، پھر لوگوں نے سونے کی انگوٹھیاں (مہریں) بنوالیں تو رسول اللہ

ممبر پر بیٹھے، آپ ﷺ نے اسے اتار ڈالا، اور فرمایا کہ میں انگوٹھی (مہر) پہنتا تھا، اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتا تھا، آپ ﷺ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا کہ واللہ میں اسے کبھی نہ پہنوں گا، نبی کریم ﷺ نے انگوٹھی پھینک دی، تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔[65]

آپ ﷺ کی چاندی کی انگوٹھی

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیصر روم کے نام فرمان تحریر فرمایا اور اس پر مہر نہیں لگائی، آپ ﷺ سے کہا گیا کہ بغیر مہر کے آپ کا فرمان پڑھا نہیں جائے گا، رسول اللہ ﷺ نے ایک چاندی کی مہر بنوائی، اور اس پر نقش کر دیا، نقش یہ تھا محمد رسول اللہ، رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں اس کی سفیدی گویا اب بھی مجھے نظر آ رہی ہے۔[66]

ابن سعد نے روایت کی کہ سند بیان کرتے ہوئے کہا کہ مجھے عبداللہ نمیر نے بتایا وہ عبیداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں، وہ نافع اور وہ ابن عمر سے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی ایک مہر بنوائی، جو آپ ﷺ کے ہاتھ میں رہی، آپ ﷺ کے بعد وہ پھر حضرت ابو بکر کے ہاتھ میں رہی، ان کے بعد وہ حضرت عمر کے ہاتھ میں رہی، یہاں تک کہ چاہ اریس[67] میں حضرت عثمان کے ہاتھ سے گر پڑی۔ اس کا نقش محمد رسول اللہ تھا۔[68]

رسول اللہ ﷺ کے نعلین اور موزے مبارک

ابن سعد نے کہا کہ مجھے یزید بن ہارون نے بتایا وہ کہتے ہیں کہ مجھے ہمام نے بتایا وہ قتادہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ سیدنا انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی پاپوش میں دو تسمے تھے،[69] اور ایک روایت میں آتا ہے کہ ان پر بال نہ تھے۔[70]

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی پاپوش دیکھی جو پتلی ایڑی والی اور زبان کی طرح نوک دار تھی، اس کے دو تسمے تھے۔[71]

رسول اللہ ﷺ کی مسواک

ابن سعد نے کہا کہ مجھے سعید بن منصور نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ مجھے ہیثم نے بتایا وہ کہتے ہیں کہ مجھے ابو مرۃ نے بتایا اور وہ واصل بن عبدالرحمن رقاشی بصری ہے (اور یہ دونوں حسن سے روایت لینے پر متفق ہیں) وہ سعد بن ہشام سے اور وہ سیدہ عائشہ صدیقہ سے روایت کرتے ہیں کہ رات کو رسول اللہ ﷺ کی مسواک رکھ دی جاتی تھی اور آپ ﷺ مسواک شروع کرتے، جب رات کی نماز کو اٹھتے تو مسواک کرتے، وضو کرتے، مختصر سی دو رکعتیں پڑھتے پھر آٹھ رکعتیں پڑھتے، تب وتر پڑھتے تھے۔[72]

رسول اللہ ﷺ کا کنگھا، سرمہ، آئینہ اور پیالہ

ابن سعد نے کہا کہ مجھے فضل بن دُکین نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ مجھے مندل نے بیان کیا، وہ ثور سے روایت کرتے ہیں وہ خالد بن معدان سے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں کنگھا، آئینہ، تیل، مسواک اور سرمہ لے جاتے تھے۔[73]

مندل سے مروی ہے کہ وہ ابن جریج سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا کنگا ہاتھی کے دانت کا تھا،[74] سیدنا انس بن مالک سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بکثرت سر میں تیل ڈالتے، اور داڑھی پانی سے صاف کرتے تھے۔[75]

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں اثمد استعمال کرنا چاہئے کیونکہ یہ نظر کو تیز کرتا ہے، بال اگاتا ہے اور آنکھ روشن کرنے والی چیزوں میں سے بہترین ہے۔[76]

آپ ﷺ کا مونچھیں تراشنا

عبیداللہ بن عبداللہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مجوسی (پارسی) آیا، جو اپنی مونچھیں بڑھائے اور داڑھی کتروائے ہوئے تھا، فرمایا کہ تجھے اس کا حکم کس نے دیا؟ اس نے کہا کہ میرے رب نے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ اپنی مونچھیں کترواؤں اور ڈاڑھی بڑھاؤں۔[77]

بالوں پر چونے کا لیپ

ابو معشر ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (جب پوشیدہ بال دور کرنے کے لئے) چونے کا لیپ لگاتے تھے، تو اپنے ہی ہاتھ سے پوشیدہ مقام اور زیر ناف کام لیتے تھے۔[78]

ابن سعد نے کہا کہ مجھے عبدالوہاب بن عطاء نے بتایا وہ حنظلہ سے روایت کرتے ہیں، وہ نافع سے وہ حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ناخن اور مونچھیں کترانا اور زیر ناف کے بال مونڈنا فطرت ہے۔[79]

آپ ﷺ کے سفید بالوں کا بیان

ابن سعد نے کہا کہ مجھے عفان بن مسلم نے بتایا وہ کہتے ہیں کہ مجھے حماد بن سلمہ نے بتایا، وہ ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالک سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ بوڑھے ہو گئے تھے، انہوں نے کہا کہ اللہ نے آپ کو بڑھاپے کا عیب نہ جانا، آپ ﷺ کے سر اور داڑھی میں تقریباً سترہ یا اٹھارہ بال سفید تھے۔[80]

سیدنا قتادہ حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی خضاب نہیں لگایا، داڑھی کے اگلے حصہ میں زیریں لب تھوڑی سی سفیدی تھی اور سر میں اس قدر سفیدی کم تھی کہ نظر بھی نہ آتی تھی۔[81]

ثبوت خضاب کی روایات

ابن سعد نے کہا کہ مجھے ہاشم بن قاسم کنانی نے بتایا وہ کہتے ہیں کہ مجھے عاصم بن عمر نے بتایا وہ عبداللہ بن سعید مقبری سے روایت کرتے ہیں وہ عبید بن جریج سے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے بیان کرتے ہوئے سنا، فرمایا کہ میں ابن عمر کے پاس گیا اور کہا میں دیکھتا ہوں کہ سوائے اس زردی کے آپ اپنی داڑھی کا رنگ اور کسی رنگ سے نہیں بدلتے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ بھی یہی کرتے تھے۔[82]

ابو رمثہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے بال کان کی لو تک تھے، ان میں حنا کا اثر تھا۔[83]

کراہت خضاب کی روایات

ابن سعد نے کہا کہ مجھے یزید بن ہارون اور عبداللہ بن نمیر اور محمد بن عبداللہ انصاری نے بتایا، یہ محمد بن عمر سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابو سلمہ سے اور وہ سیدنا ابو ھریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بڑھاپے کا (بالوں کا سفید) رنگ بدل دو، اور یہود و نصاریٰ کی مشابہت نہ کرو[84]۔ ابن سعد نے کہا کہ مجھے محمد بن کناسہ اسدی نے بتایا وہ کہتے ہیں کہ مجھے ہشام بن عروہ نے بتایا وہ عثمان بن عروہ سے اور وہ اپنے والد سے اور سیدنا زبیر سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بڑھاپے کو بدل دو اور یہود کی مشابہت نہ کرو۔[85]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ سب سے اچھی چیز جس سے تم اپنے بڑھاپے کا رنگ بدلو، حنا اور نیل ہے۔[86]

عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے اور وہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سب سے اچھی چیز جس سے تم اپنے بڑھاپے کو بدلو، حنا اور نیل ہے۔[87]

ابراھیم بن محمد بن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود اپنے بڑھاپے کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا وہ اسے کسی رنگ سے نہیں بدلتے، فرمایا کہ تم لوگ ان کی مخالفت کرو اور سب سے افضل چیز جس سے تم بڑھاپے کا رنگ بدلو، حنا اور نیل ہے۔[88]

سیدنا ابو ھریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے، لہٰذا تم لوگ ان کی مخالفت کرو۔[89]

عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیاہ خضاب سے منع فرمایا۔[90]

سیدنا عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی، (جنگلی) کبوتروں کی طرح سیاہ خضاب لگائے گی، وہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھیں گے۔[91]

زہری سے مروی ہے کہ تورات میں لکھا ہے کہ وہ شخص ملعون ہے جو داڑھی کو سیاہی سے بدلے۔[92]

بالوں پر چونے کا لیپ

سیدنا براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ایسے بال تھے جو شانوں سے لگتے تھے،[93] سیدنا براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بال کان کی لو تک تھے،[94] حضرت سیدنا براء بن عازب سے مروی ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ سرخ جوڑے میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین معلوم ہوتا، آپ ﷺ کے بال مبارک شانوں کے قریب لگتے تھے۔[95]

سیدنا براء بن عازب سے مروی ہے کہ میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوب صورت نہیں دیکھا، جب آپ ﷺ سرخ (جوڑا) لباس میں پیادہ چلتے تھے، اور بال دونوں شانوں کے قریب لگتے تھے۔[96]

آپ ﷺ کا حجامہ لگوانا

حضرت جابر سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ابو طیبہ کو بلایا پس انہوں نے آپ ﷺ کا حجامہ لگایا پھر آپ ﷺ نے ان سے اجرت کا پوچھا تو عرض کیا تین صاع، تو آپ ﷺ نے ایک صاع کم کرنے کا فرمایا۔[97]

ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حجامہ لگوایا اور اجرت بھی ادا کر دی، اگر یہ اجرت حرام ہوتی تو آپ ﷺ اجرت نہ دیتے۔[98]

حضرت جابر سے مروی ہے کہ ابو طیبہ اٹھارہ رمضان المبارک کو دن کے وقت حجامہ لگانے کے آلات لے کر ہمارے پاس آئے۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ کہاں تھے؟، تو بتایا کہ میں آپ ﷺ کے پاس ان کا حجامہ لگا رہا تھا۔[99]

رسول اللہ ﷺ کی تلواروں کا بیان

پہلی تلوار جو رسول اللہ ﷺ کی ملکیت میں آئی اس کو "ماثور" کہا جاتا ہے۔ اور اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ جنت سے آئی ہے اور آپ ﷺ کو اپنے والد سے وراثت میں ملی تھی، اور ہجرت کے وقت آپ ﷺ اس کو ساتھ لے کر مدینہ تشریف لائے تھے۔[100] اور جب آپ ﷺ بدر کی طرف جا رہے تھے تو سعد بن عبادہ نے آپ ﷺ کو ایک تلوار بھیجی جسے "عضب" کہا جاتا ہے، اور العضب مصدر ہے عضَبہ عضبا سے، (جب وہ کاٹتی ہے)۔ اور آپ ﷺ کے پاس ایک "ذوالفقار" تھی۔ اس کو ذوالفقار اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ریڑھ کی ہڈی کی طرح جوڑ بنے ہوئے تھے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ عاصی بن منبہ بن حجاج بن عامر بن حزیفہ بن سعد بن سہم کی تھی، عاصی، اس کا والد اور اس کا چچا، غزوہ بدر میں کفر کی حالت میں مارے گئے، اس کے والد اور چچا غزوہ بدر میں لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ اور وہ دونوں بنو سہم کے سردار تھے۔

"ذوالفقار" کبھی آپ ﷺ سے الگ نہیں ہوئی، ہر غزوہ میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوتی تھی۔ اور اس کا دستہ، دستے کی ٹوپی، حلقہ، نقش و نگار، دونوں دھار اور پھل چاندی کا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی زرہیں، کمانیں، نیزوں اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں کا بیان

آپ ﷺ کے پاس ایک زرہ تھی جسے "ذات الفضول" کہا جاتا تھا، اس کی لمبی ہونے کی وجہ سے۔ یہ تلوار سعد بن عبادہ نے اس وقت بھیجی جب آپ ﷺ بدر کی طرف جا رہے تھے، ایک اور زرہ تھی جسے "ذات الوشاح" کہا جاتا تھا اور وہ دونوں طرف سے کڑیوں والی تھی، اور ایک "ذات الحواشی" تھی۔ دو زرہیں بنو قینقاع سے ملی تھی: "سغدیہ" اور "فضہ"، اور فضہ داؤد علیہ السلام کی زرہ تھی جسے انہوں نے جالوت کے قتل کرتے وقت پہنی تھی۔[101]

آپ ﷺ کے پاس ایک اور زرہ تھی جس کو "بتراء" کہا جاتا تھا اس کی چھوٹی ہونے کی وجہ سے۔ اور ایک زرہ تھی جس کو "خرنق" کہا جاتا ہے، اور خرنق خرگوشت کے بچے کو کہتے ہیں۔ غزوہ احد والے دن آپ کے پاس دو زرہیں تھی، ذات الفضول اور فضہ۔ اور غزوہ خیبر میں بھی دو زرہیں تھی، ذات الفضول اور سغدیہ۔ پس یہ سات ہو گئی۔

آپ ﷺ کے پاس پانچ کمانے تھیں،ایک کمان کو "الزول" کہاجاتا تھا،اور تین کمانے بنو قینقاع کے اسلحے سے ملی تھی،ایک کو "الروحا" کہاجاتا تھا،ایک کو "الصفراء" کہاجاتا تھااور یہ درخت کی بنی ہوئی تھی،ایک کمان پہاڑی پھلدار درخت شوحط سے بنی ہوئی تھی جس کو "البیضاء" کہاجاتا تھا،اور ایک کمان جو نبع کے درخت کی بنی ہوئی تھی جس کو "الکتوم" کہاجاتا ہے اس کی تیر پھینکتے وقت آہستہ آواز کی وجہ سے۔یہغزوہاحد والے دنٹوٹیتھیتواسے قتادہ،بننعمان الظفری نے اٹھایاتھا۔[102]

آپ ﷺ کے پاس ایک تیر کش تھایعنی جس میں تیر رکھے جاتے ہیں،اس کو "الجمع" کہاجاتا تھا۔اور اس کو الکافور بھی کہتے تھے اور کافور انگور کے گچھے اور کھجور کے شگوفے کو کہتے ہیں۔یہ نام اس لئے دیاگیاہے کہ یہ بھی تیر کاغلاف ہوتاہے اور اسکے تیر کو "الموتصلہ" یا "المتصلہ" بھی کہا گیاہے یعنی وہ تیر جو میدان جنگ میں پہنچے۔

آپ ﷺ کے گھوڑوں کابیان

آپ ﷺ کی ملکیت میں سب سے پہلے "سکب" آیا،اور اعرابی کے نزدیک اس کانام "ضرس" تھا جس کو دس اوقیہ[103] کے بدلے خریدا تھا۔یہ سب سے پہلا گھوڑا تھا جس پر رسول اللہ ﷺ نے احد کی جنگ لڑی۔اس روز سوائے اس گھوڑے کے اور ابو بردہ بن نبار کے ایک گھوڑے جس کانام "ملاوح" تھا مسلمانوں کے ہمراہ اور کوئی گھوڑانہ تھا۔ابن اثیرؒ[104] فرماتے ہیں کہ یہ گندمی رنگ کا تھا[105]،اسی طرح ابن عباس سے بھی روایت ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ کے پاس گندمی رنگ کاایک گھوڑا تھا جس کو سکب کہاجاتا تھا۔[106]

آپ ﷺ کے پاس تین گھوڑے تھے:ان کو چارہ سعد بن سعد ابو سہل بن سعد کے ہاں دیاجاتا تھا،پس میں نے آپ ﷺ سے سنا،اللزاز،اللحیف،اور الظرب۔[107]

یہ بھی کہا گیاہے کہ اس کے علاوہ اور بھی گھوڑے تھے اور وہ "ابلق" تھا جس پر بعض صحابہ کرام نے سواری کی ہے۔اور ذوالعقال،ذولمہ،مرتجل،مراوح،سرحان،یعوب،یںضب،بحر،یہ سیاہ وسرخ رنگ کا تھا،ادھم،سحاء،سجل،ملاوح،طرف،اور نجیب تھے۔یہ پندرہ ہوگئے اختلاف رائے کے ساتھ۔اور ان کے بارے میں تفصیل کے ساتھ میں نے اپنی کتاب "کتاب الخیل" میں ذکر کیاہے۔اور ان کی زین کھجور کی چھال کی بنی ہوئی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کے خچروں اور گدھوں کابیان

آپ ﷺ کے پاس ایک بھورے رنگ کا خچر تھا جسے "دلدل" کہاجاتا تھا۔یہ آپ ﷺ کو مصر کے بادشاہ مقوقس[108] نے ایک گدھے کے ساتھ ہدیہ کیا تھا جسے "عفیر" کہاجاتا تھا۔ایک اور خچر تھا جسے "فضہ" کہاجاتا تھااور یہ فروہ بن عمرالجزامی نے ایک گدھے "یعفور" کے ساتھ ہدیہ کیا تھا،پھر یہ خچر آپ ﷺ نے ابو بکر صدیق کو ہدیہ کیا۔اور ایک خچر آپ ﷺ کو ابن العلماء ،ایلیہ کے بادشاہ نے ہدیہ کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کاذکر

آپ ﷺ کے پاس ایک اونٹنی تھی جس پر مکہ سے مدینہ ہجرت کی تھی اور اس کا نام قصوی، عضباء اور جدعاء تھا۔ اور ایک شہباء تھی۔ قدامہ بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سرخ اونٹ پر عرفات کے میدان میں حج کے موقع پر دیکھا[109]۔

رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ والے دن خراش بن امیہ خزاعی کو حضرت عثمان سے پہلے قریش مکہ کی طرف خبر لینے کے لئے انہیں اپنے ایک اونٹ پر سوار کر کے بھیجا تھا جسے "ثعلب" کہا جاتا تھا۔ تو انہوں نے آپ ﷺ کے اونٹ کی ٹانگیں کاٹ دی اور خراش کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے انہیں روکا تو ان کا راستہ خالی کر دیا، اور یہ وہی شخص تھا جنہوں نے صلح حدیبیہ والے دن آپ ﷺ کے بال منڈھائے تھے۔ آپ ﷺ نے حدیبیہ والے دن ایک اونٹ مشرکین کی طرف ہدیہ بھیجا تھا ،جو کہ ابو جہل کا تھا اور اس کے ماتھے پر چاندی کی طرح چمک تھی، تاکہ اس کے ذریعے مشرکین کو غصہ دلایا جائے، یہ آپ ﷺ کو غزوہ بدر میں غنیمت میں ملا تھا، اور وہ اصیل تھا اس پر جنگ بھی کی گئی اور اس سے نسل سازی بھی کی گئی۔

آپ ﷺ کے پاس پندرہ دودھ دینے والی اونٹنیاں تھی اور آپ ﷺ کے یسار نامی ایک غلام قباء کے قریب ذی جدر[110] کے مقام پر چراتے تھے، ذی جدر مدینہ منورہ سے سات میل کے فاصلے پر مقام عیر[111] میں واقع ہے۔ اور قبیلہ عرینہ کے لوگوں نے ان کو بھگایا اور یسار کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اور اس کے زبان اور آنکھوں میں کانٹے چھبو کر اسے قتل کر دیا۔ تو آپ ﷺ نے کرز بن جابر فہری کو بیس گھوڑ سواروں کے ساتھ ان کے پیچھے بھیجا پس انہوں نے ان کو پایا اور ان کو اپنے پیچھے گھوڑوں میں باندھ کر مدینہ منورہ لے آئے تو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دئے گئے اور آنکھوں کو داغ کر ان کو لٹکایا گیا، اور اسی واقع پر یہ آیات مبارکہ نازل ہوئی تھی۔ ("انما جزآء الذین یحاربون اللہ ورسولہ")[112]۔

ترجمہ: بیشک یہ ان لوگوں کا بدلہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔

اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس سات بھیڑیں تھیں جنہیں ام ایمن چرایا کرتی تھی۔ اور آپ ﷺ کے پاس دودھ دینے والی سات بکریاں تھیں: عجرہ، زمر، تنا، برکہ، ورشہ، اطلال، اطراف۔[113]

مندرجہ بالا شمائل، خصائل اور معمولات نبوی ﷺ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ شمائل نبوی ﷺ کے بیان میں علامہ دمیاطیؒ کا منہج محدثانہ ہے۔

1۔ اس لئے کہ وہ معروف روایت کو پیش نظر رکھتے ہیں۔

2۔ بنیادی مصادر کا حوالہ دیتے ہیں۔

3۔ اگر کسی حدیث میں اختلاف ہو تو اس کو بھی ذکر کرتے ہیں۔

4۔ اختلافی روایات بیان کرتے ہوئے اپنی آراء اور ترجیحات کی نشاندہی کرتے ہیں۔

5۔ شمائل نبوی ﷺ کے بیان میں علامہ دمیاطیؒ جامع معلومات جمع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

1 فی طبقات فقہاء الشافعیین لابن کثیر (ج2 ص951)

2 رحلۃ العبدری ص132 وطبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج10 ص103

3 مستفاد الرحلۃ والاغتراب (ص38)

4 طبقات السبکی (ج10 ص103)

5 برنامج الوادی آشی ص148، والدرر الکامنۃ (ج2 ص418)

6 توضیح المشتبہ (ج3 ص29)

7 البدایۃ والنہایۃ (ج14 ص42)

8 مستفاد الرحلۃ (ص38)

9 المشتبہ للذہبی (ص101)

10 مستفاد الرحلۃ (ص89)

11 رجل دکین: رمیز وقور رزین، یقال للرجل اذا کان ساکنا وقولا، لسان العرب (مادۃ: دکن)

12 السرارۃ: المرؤۃ والشرف وھی سر والرجل: ای کل ما ارتفع منہ علا، لسان العرب مادۃ سمت

13 رحلۃ العبدری (ص133)

14 تذکرۃ الحفاظ) ج4 ص1487)

15 الدرر الکامنہ (ج2 ص417) والبدر الطالع (ص403)

16 انظر عنہ: معرفۃ القراء الذہبی (ص658)

17 الدرر الکامنۃ (ج2 ص417)

18 طبقات الاسنوی (ج1 ص270)

19 الرحلۃ والاغتراب (ص38)

20 طبقات الشافعیۃ (ج1 ص270)

21 طبقات الشافعیۃ (ج2 ص76)

22 معجم الشیوخ (ج1 ص424)

23 طبقات الشافعیۃ (ج1 ص270)

24 معجم الشیوخ(ج1ص424)

25 ھو: بن النعمان التلمسانی المرسی، الزاھد(607،683ھ) انظر عنہ العبر(ج3ص354) وطبقات الاولیالابن الملقن(488) وحسن المحاضرۃ (ج1ص522) وشذرات الذھب(ج7ص670)

26 طبقات الاسنوی(ج1ص280) وطبقات السبکی(ج10ص103)

27 طبقات ابن قاضی شھبۃ(ج3ص76 و معجم الشیوخ للذھبی(ج1ص424)

28 غایۃ النھایۃ(ج1ص472)

29 مستفاد الرحلۃ:(ص37)

30 انظر: فوات الوفیات(ج2ص323

31 طبقات الحفاظ(ج4ص1477۔1478)

32 معجم الشیوخ(ج1ص424)

33 معرفۃ القراء الکبار(ج2ص212)

34 الدرر الکامنۃ(ج2ص418)

35 فھرس الکتانی(ج1ص154)

36 العبر(ج4ص13)

37 معجم الشیوخ(ج1ص424)

38 طبقات فقھاء الشافعین(ج2ص424)

39 البدایۃ والنھایۃ(14ص42)

40 ان الغایۃ من کتب "الابعینات" ان یجمع المحدث اربعین حدیثا فی موضوع معین۔

41 مستفاد الرحلۃ والاغتراب(ص46)

42 فوات الوفیات(ج2ص351)

43 مستفاد الرحلۃ والاغتراب(ص47)

44 وھو الکتاب الذی نحققہ ویاتی الحدیث عنہ

45 المنھل الصافی(ج7ص371)

46 المنھل الصافی(ج7ص371)

47 برنامج الوادی آشی(ص150) وفوات الوفیات(ج2ص410) والدرر الکامنۃ(ج2ص418) طبقات الاسنوی(ج1ص280)

48 کانت ھناک حلقات للحدیث تسمی(المواعید) وکانت ھذہ الحلقات تسمی باسماء المدرسین الذی یتلون التدریس فیھا۔ انظر: نشاۃ الکلیات لجورج مقدسی(ص26)

49 سیرت نبوی کے قدیم واولین مآخذ اوران کا تنقیدی جائزہ، ڈاکٹر تقی الدین ندوی، معارف دارالمصنّفین، ص ۴۴

---

50 المعجم الكبير لسليمان بن أحمد بن أيوب أبو القاسم الطبراني: باب الهاء، من اسمه هند، ج:۲۲، ص:۱۵۵، رقم الحديث:۴۱۴، مكتبة العلوم والحكم الموصل، الطبعة الثانية، ۱۴۰۴ھ

51 لم اطلع على هذا القول۔

52 روایات میں اس مقام پر الفاظ مختلف ہیں، بعض روایات میں "من طرفاء الغابة" اور بعض میں "من أثلة الغابة" کے ہیں، اور دونوں کے معنوں میں کوئی مغایرت بھی نہیں ہے، اس لئے کہ اثلة اور طرفاء ایک درخت کے دو نام ہیں یا ایک جیسے دو درختوں کے نام ہیں، عمدہ لکڑی والے اور کانٹے دار نہیں ہوتے، البتہ فرق اتنا ہے کہ "اثل" نامی درخت بڑا بھی ہے، اور ریتلی زمین پر اگتا ہے، البتہ "الغابة" شام کی طرف سے عوالیٔ مدینہ کے قریبی جگہ کو بولا جاتا ہے، اور بحرین میں بھی ایک جگہ کا یہی نام ہے۔ (فتح الباری لابن حجر العسقلانی: ج:۲، ص:۳۹۹)

53 الطبقات الكبری لابن سعد: باب ذکر منبر رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم، ج:۱، ص:۲۴۹۔

54 السنن الكبری للنسائی: باب المنبر، ج:۲، ص:۴۱۰، رقم الحديث:۴۲۸۸، وسنن الكبری للبيهقی: كتاب الحج، باب منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم، ج:۵، ص:۲۴۷، رقم الحديث:۱۰۵۸۵، ومسند احمد بن حنبل: باب مسند المكثرين من الصحابة، فصل فی مسند ابی هريرة رضی اللہ تعالی عنہ، ج:۲، ص:۵۳۴، رقم الحديث:۱۰۹۲۱۔

55 السنن الكبری للنسائی: باب المنبر، ج:۲، ص:۴۱۰، رقم الحديث:۴۲۸۷، وسنن الكبری للبيهقی: كتاب الحج، باب منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم، ج:۵، ص:۲۴۷، رقم الحديث:۱۰۵۸۷۔

56 البخاری: ابواب التطوع، باب فضل مابين القبر والمنبر، ج:۱، ص:۳۹۹، رقم الحديث:۱۱۳۸، وصحيح المسلم للنيسابوری: كتاب الحج، باب مابين القبر و المنبر الخ، ج:۴، ص:۱۲۳، رقم الحديث:۳۴۳۶، والسنن الكبری للنسائی: باب المنبر، ج:۲، ص:۴۱۰، رقم الحديث:۴۲۹۰، وسنن الكبری للبيهقی: كتاب الحج، باب منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم، ج:۵، ص:۲۴۷، رقم الحديث:۱۰۵۸۷۔

57 البخاری: ابواب التطوع، باب فضل مابين القبر والمنبر، ج:۱، ص:۳۹۹، رقم الحديث:۱۱۳۸، وصحيح المسلم للنيسابوری: كتاب الحج، باب مابين القبر و المنبر الخ، ج:۴، ص:۱۲۳، رقم الحديث:۳۴۳۶۔

58 یہ وہ عمامہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ ﷺ کو ھبہ کیا تھا، اور کبھی اتفاقاً حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اس وقت تشریف لاتے جب آپ ﷺ "سحاب" نامی عمامہ پہنا ہوتا، تو آپ ﷺ فرمایا کرتے "أتاكم عليّ في السحاب" یعنی علی رضی اللہ تعالی عنہ تمہارے پاس "سحاب" بادلوں میں آئے ہیں، اور مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سحاب نامی وہ عمامہ ہوتا جو علی رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ کو ھبہ کیا تھا۔ (السيرة الحلبية: ج:۷، ص:۶۸)

59 أسد الغابة لابن الأثير: باب ذکر لباسہ وسلاحہ ودوابہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج:۱، ص:۱۸۔

60 قد مر تخريجه فی اول الباب۔

61 السيرة النبوية للذهبی: باب في ملابسه صلی اللہ علیہ وسلم، ج:۱، ص:۳۱۱، سبل الهدی والرشاد للصالحی: الباب الثالث فی قلنسوته صلی اللہ علیہ وسلم، ج:۷، ص:۲۸۵۔

62المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية لابن حجر العسقلاني: باب استحباب ترک التنعم والترفه، ج:٢، ص:٣٤١، رقم الحديث:٢٢٢١، والسيرة النبوية للذهبي: باب في ملابسه صلى الله عليه وسلم، ج:١، ص:٣١٢، والطبقات الکبری لابن سعد: باب ذکر أصناف لباسه، صلى الله عليه وسلم، أيضا وطولها وعرضها، ج:١، ص:٤٥٨۔

63اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم للأصبهاني: باب صفة رداء صلى الله عليه وسلم، ج:١، ص:٢٨٩، رقم الحديث:٢٦٦، سبل الهدى والرشاد للصالحي: الباب التاسع في إزاره وملحفته وکسائه وردائه وبردته وخميصته وشملته، ج:٧، ص:٣٠٧، والطبقات الکبری لابن سعد: باب ذکر أصناف لباسه، صلى الله عليه وسلم، أيضا وطولها وعرضها، ج:١، ص:٤٥٧۔

64سنن ابی داؤد للسجستانی: کتاب الصلاة، باب الصلاة على الحصير، ج:١، ص:٢٤٩، رقم الحديث:٦٥٩۔

65الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية للترمذي، أبي عيسى محمد بن عيسى: باب ماجاء فی ذکر خاتم النبی صلى الله عليه وسلم، ج:١، ص:١١٧، رقم الحديث:١٠٦، وسنن النسائی: باب صفة خاتم النبي صلى الله عليه وسلم، ج:٨، ص:١٠٣، رقم الحديث:٥١٩٦۔

66البخاری للامام محمد بن إسماعيل: کتاب اللباس، باب اتخاذ الخاتم ليختم به الشئ أو ليکتب به إلى أهل الکتاب وغيرهم، ج:٥، ص:٢٢٠٥، رقم الحديث:٥٥٣٧، وصحيح المسلم للنيسابوري، مسلم بن الحجاج، کتاب اللباس والزينة، باب فی اتخاذ النبی صلى الله عليه وسلم خاتما لما أراد أن يکتب إلى العجم، ج:٦، ص:١٥١، رقم الحديث:٥٦٠١، دار الأفاق الجديدة-بيروت۔

67.بئر اریس (باء کا کسرہ، ہمزہ کا فتحہ اور راء کے کسرہ کے ساتھ پڑھا جائے گا) بئر عربی میں کنواں کو بولا جاتا ہے، اور "اریس" مدینہ کے قریب قباء کے علاقے میں ایک باغ کا نام ہے، اس میں واقع کنواں کو "بئر اریس" بولا جاتا ہے۔ (فتح الباری لابن حجر العسقلانی: ج:٢١، ص:٥٧)

68الجامع صحيح البخاری للامام محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي، کتاب اللباس، باب هل يجعل نقش الخاتم ثلاثة أسطر، ج:٥، ص:٢٢٠٥، رقم الحديث:٥٥٤٠، دار ابن کثير، اليمامة-بيروت، ١٤٠٧ھ، والسنن الکبری للنسائي، أبي عبدالرحمن أحمد بن شعيب: کتاب الزينة، باب طرح الخاتم وترک لبسه، ج:٥، ص:٤٠٨، رقم الحديث:٩٥٤٨، دار الکتب العلمية بيروت، لبنان ١٤١١ھ، والطبقات الکبری لابن سعد: ذکر ما صار إليه أمر خاتمه صلى الله عليه وسلم، ج:١، ص:٤٧٦۔

69الجامع صحيح البخاری للامام محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي، کتاب اللباس، باب قبالان في نعل ومن رأى قبالا واحدا واسعا، ج:٥، ص:٢٢٠٠، رقم الحديث:٥٥١٩، دار ابن کثير، اليمامة-بيروت، ١٤٠٧ھ، مروی عن حجاج بن منهال، وسنن أبي داود، للسجستاني، سليمان بن الأشعث أبي داود: کتاب اللباس، باب فی الانتعال، ج:٤، ص:١١٧، رقم الحديث:٤١٣٦، دار الفکر، عن مسلم بن ابراهيم، والشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية للترمذي، أبي عيسى محمد بن عيسى: ج:١، ص:٨٧، رقم الحديث:٧٦، باب ماجاء في نعل رسول الله صلى الله عليه وسلم، مؤسسة الکتب الثقافية-بيروت، ١٤١٢ھ، عن ابی داؤد الطيالسی، ومصنف ابن أبي شيبة لأبی بکر عبدالله بن محمد بن أبي شيبة الکوفي، کتاب العقيقة، باب فی صفة نعالهم کيف کانت، ج:٥، ص:١٧٦، رقم الحديث:٢٤٩٣٨، مکتبة الرشد، الرياض، ١٤٠٩ھ، مروی عن يزيد بن هارون۔

70الطبقات الکبری لابن سعد: ذکر نعل رسول الله، صلى الله عليه وسلم، ج:١، ص:٤٧٨، وجامع الأصول في أحاديث الرسول للجزري، المبارک بن محمد، ابن الأثير: الکتاب الاول فی اللباس، الفصل الثامن فی النعال والانتعال، ج:١٠، ص:٦٥٤، رقم الحديث:٨٢٨١، عن عبدالله بن عمر رضی الله تعالی عنه۔

---

71 الطبقات الكبرى لابن سعد: ج:۱، ص:۴۷۸، والسيرة النبوية للذهبي، شمس الدين بن عثمان: سابقاً آنفاً، وسبل الهدى والرشاد للصالحہ: ج:۷، ص:۳۱۷۔

72 الطبقات الكبرى لابن سعد: باب ذکر سواک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج:۱، ص:۳۹۳۔

73 الطبقات الكبرى لابن سعد: باب ذکر مشط رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم، ومکحلتہ ومرآتہ وقدحہ، ج:۱، ص:۴۸۴، وسبل الھدی والرشاد والرشاد للصالحہ:: کتاب جماع أبواب سيرته صلی اللہ علیہ وسلم في سيرته وخصال الفطرة، الباب الرابع في استعماله صلی اللہ علیہ وسلم المشط، ونظره في المرآة واکتحاله، ج:۷، ص:۳۴۵، والسيرة النبوية للذهبي، شمس الدين بن عثمان: باب باب مشطه ومکحلته ومرآته وقدحه، ج:۱، ص:۳۲۰۔

74 الطبقات الكبرى لابن سعد: باب ذکر مشط رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم، ومکحلتہ ومرآتہ وقدحہ ج:۱، ص:۴۸۴،

75 شعب الإيمان للبيهقي، أحمد بن الحسين: الأربعون من شعب الإيمان وهو باب في الملابس والزي والأواني ومايكره منها، فصل فی اکرام الشعر وتدهينه واصلاحه، ج:۵، ص:۲۲۶، رقم الحديث:۶۴۶۳، دار الكتب العلمية—بيروت ۱۴۱۰ھ، والطبقات الكبرى لابن سعد: باب ذکر مشط رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم، ومکحلتہ ومرآتہ وقدحہ ج:۱، ص:۴۸۴۔

76 والشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية للترمذي، أبي عيسى محمد بن عيسى، ج:۱، ص:۶۶، رقم الحديث:۵۴، باب ماجاء في كحل رسول الله صلى الله عليه و سلم، مؤسسة الكتب الثقافية،-بيروت، ۱۴۱۲ھ، وو مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للهيثمي، علي بن أبي بكر: كتاب الطب، باب ماجاء فی الاثمد والاکتحال، ج:۵، ص:۱۶۲، رقم الحديث:۸۳۵۳، دار الفكر، بيروت، طبعة ۱۴۱۲ھ، وليس فيهما هذا "وانه فی خیر اکحالکم" الا فی السيرة الحلبية للحلبی، علی بن برهان: ج:۱، ص:۶۸۔

77 كنز العمال للمتقي الهندي، علاء الدين علي بن حسام الدين: كتاب الزينة والتجمل، باب فی الاکمال، من الحلق، والقصر، والتقصير، ج:۶، ص:۹۷۳، رقم الحديث:۱۷۲۴۸، مؤسسة الرسالة، بيروت ۱۴۰۹ھ، والطبقات الكبرى لابن سعد: ج:۱، ص:۴۴۹، وسبل الھدی والرشاد للصالحہ:: كتاب جماع أبواب سيرته صلی اللہ علیہ وسلم في سيرته وخصال الفطرة، الباب الخامس في قصه صلی اللہ علیہ وسلم شاربه، وظفره، وكذا أخذه من لحيته الشريفة صلی اللہ علیہ وسلم إن صح الخبر، وسيرته في شعر رأسه، ج:۷، ص:۳۴۸۔

78 كنز العمال للعلامة لعلاء الدين الهندي: كتاب الثالث من حرف الشين، باب الزينة والتجمل، ج:۷، ص:۲۳۲، رقم الحديث:۱۸۳۱۵، مؤسسة الرسالة، بيروت ۱۴۰۹ھ

79 ایضاً۔ ج:۱، ص:۴۴۳

80 الطبقات الكبرى لابن سعد: باب ذکر شیب رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم، ج:۱، ص:۴۳۱۔

81 مسند للامام أحمد بن حنبل: مسند المكثرين من الصحابة، باب مسند انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ج:۳، ص:۲۱۶، رقم الحديث:۱۳۲۸۶

82 الطبقات الكبرى لابن سعد: باب ذکر من قال خضب رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم، ج:۱، ص:۴۳۸۔

83 سنن أبي داود لأبی داود سليمان بن الأشعث السجستاني: كتاب الترجل، باب ماجاء فی الخضاب، ج:۴، ص:۱۳۷، رقم الحديث:۴۲۰۸، دار الكتاب العربي-بيروت، ومسند للامام أحمد بن حنبل: مسند المكثرين من الصحابة، باب مسند ابی رمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج:۲، ص:۲۲۶، رقم الحديث:۷۱۰۹۔

84 البخاری: كتاب فی اللباس، باب فی الخضاب، ج:۵، ص:۲۲۱۰، رقم الحديث:۵۵۵۹، والجامع الصحيح سنن الترمذی للامام الحافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی: كتاب اللباس، باب ماجاء فی الخضاب، ج:۴، ص:۲۳۲، رقم الحديث:۱۷۵۲، دار إحياء التراث العربي—بيروت وشعب الإيمان للبيهقي، أحمد

بن الحسين: الأربعون من شعب الإيمان وهو باب في الملابس والزي والأواني ومايكره منها، فصل في الخضاب، ج:۵، ص:۲۱۱، رقم الحديث:۶۳۹۶، دار الكتب العلمية — بيروت ۱۴۱۰ھ

85 والنسائی: المجتبی من السنن، لأحمد بن شعیب أبوعبدالرحمن النسائي: کتاب الزينة، ج:۸، ص:۱۳۷، رقم الحديث:۵۰۷۳، مکتب المطبوعات الإسلامية، حلب، ۱۴۰۶ ومسند أبي يعلیٰ لأحمد بن علي بن المثنی أبويعلی الموصلي التميمي: من مسند الزبير بن العوام: ج:۲، ص:۴۲، رقم الحديث:۶۸۱، دار المأمون للتراث، ۱۴۰۴ھ

86 الجامع الصحيح سنن الترمذی للامام الحافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی: کتاب اللباس، باب ماجاء فی الخضاب، ج:۴، ص:۲۳۲، رقم الحديث:۱۷۵۳، دار إحياء التراث العربي — بيروت وسنن أبي داود لأبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني: کتاب الترجل، باب ماجاء فی خضاب الصفرة، ج:۴، ص:۱۳۹، رقم الحديث:۴۲۱۳، دار الکتاب العربي - بيروت

87 الطبقات الکبری لابن سعد: ذکر ما قال رسول الله، صلی الله علیه وسلم، وأصحابه في تغيير الشيب وکراهة الخضاب بالسواد، ج:۱، ص:۴۳۹۔ أمالي المحاملي، لحسين بن إسماعيل بن محمد بن إسماعيل المحاملي: باب إن أحسن ماغير تم به، ج:۱، ص:۲۶۵، رقم الحديث:۲۵۵۔

88 الطبقات الکبری لابن سعد: ذکر ما قال رسول الله، صلی الله علیه وسلم، وأصحابه في تغيير الشيب وکراهة الخضاب بالسواد، ج:۱، ص:۴۴۰۔

89 البخاری: کتاب فی اللباس، باب فی الخضاب، ج:۵، ص:۲۲۱۰، رقم الحديث:۵۵۵۹، ووالنسائی: المجتبی من السنن، لأحمد بن شعیب أبوعبد الرحمن النسائي: کتاب الزينة، باب الامر بالخضاب، ج:۸، ص:۱۸۵، رقم الحديث:۵۲۴۱، مکتب المطبوعات الإسلامية، حلب، ۱۴۰۶

90 الطبقات الکبری لابن سعد البصری: باب ذکر ما قال رسول الله، صلی الله علیه وسلم، وأصحابه في تغيير الشيب وکراهة الخضاب بالسواد، ج:۱، ص:۴۴۱، دار صادر، بيروت

91 سنن أبي داود لأبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني: کتاب الترجل، باب ماجاء فی خضاب الصفرة، ج:۴، ص:۱۳۹، رقم الحديث:۴۲۱۴، دار الکتاب العربي - بيروت

92 ایضاً۔

93 صحيح المسلم، الجامع الصحيح للنيسابوري، مسلم بن الحجاج، کتاب الفضائل، باب فی باب فی صفة النبی - صلی الله علیه وسلم - وأنه کان أحسن الناس وجها، ج:۷، ص:۸۳، رقم الحديث:۶۲۱۱، دار الآفاق الجديدة — بيروت، والجامع الصحيح سنن الترمذی للامام الحافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی: کتاب المناقب، باب ماجاء فی صفة النبی صلی الله علیه وسلم، ج:۵، ص:۵۹۸، رقم الحديث:۳۶۳۵، دار إحياء التراث العربي - بيروت

94 الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية للترمذي، أبي عيسی محمد بن عيسی، ج:۱، ص:۵، رقم الحديث:۳، باب ماجاء في خلق رسول الله صلی الله علیه وسلم، مؤسسة الکتب الثقافية، - بيروت، ۱۴۱۲ھ

95 الشمائل للترمذی: باب ماجاء فی لباس رسول الله صلی الله علیه وسلم، ج:۱، ص:۵۷، رقم الحديث:۶۵، والمجتبی من السنن للنسائي، کتاب الزينة، باب اتخاذ الشعر، ج:۸، ص:۷۹، رقم الحديث:۵۰۶۲

96 الطبقات الکبری لابن سعد البصری: باذکر شعر رسول الله، صلی الله علیه وسلم، ج:۱، ص:۴۲۸، دار صادر، بيروت

97 مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي: کتاب البيوع، باب کسب الحجام وغيره، ج:۴، ص:۱۱۰، رقم الحديث:۶۴۳۷، دار الفکر، بيروت، طبعة ۱۴۱۲ھ وفيه "کم ضريبتک" مکان "کم خراجک"۔

98السنن الكبرى لأبي بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي: كتاب الضحايا، باب الرخصة في كسب الحجام، ج:۹، ص۳۳۸، رقم الحديث: ۲۰۰۰۰، مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدر آباد ۱۳۴۴ھ وفيه "آجره" مكان "اعطاه اجره"۔

99الطبقات الكبرى لابن سعد البصري: ذكر حجامة رسول الله صلى الله عليه وسلم، ج:۱، ص:۴۴۳، دار صادر، بيروت۔

100 السيرة النبوية لشمس الدين بن عثمان الذهبي: باب سلاحه ودوابه وعدّته، ج:۱، ص:۳۲۱۔ وسبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد، وذكر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله في المبدأ والمعاد لمحمد بن يوسف الصالحي الشامي: كتاب جماع آلات حربه صلى الله عليه وسلم، والباب الثاني في سيوفه صلى الله عليه وسلم، ج:۷، ص:۳۶۳۔ وزاد المعاد في هدي خير العباد لمحمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزي، فصل: في ذكر سلاحه وأثاثه صلى الله عليه وسلم، ج:۱، ص:۱۳۰، مؤسسة الرسالة، بيروت -مكتبة المنار الإسلامية، الكويت۔

101 السيرة النبوية لشمس الدين بن عثمان الذهبي: باب سلاحه ودوابه وعدّته، ج:۱، ص:۳۲۲۔ وسبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد، وذكر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله في المبدأ والمعاد محمد بن=يوسف الصالحي الشامي: كتاب جماع آلات حربه صلى الله عليه وسلم، الباب الرابع في دروعه، ومغفره، وبيضته، ومنطقته صلى الله عليه وسلم، ج:۷، ص:۳۶۸۔

102 زاد المعاد في هدي خير العباد لمحمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية، فصل في ذكر سلاحه وأثاثه صلى الله عليه وسلم، ج:۱، ص:۱۲۶، مؤسسة الرسالة، بيروت -مكتبة المنار الإسلامية، الكويت, ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴م وسبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد، وذكر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله في المبدأ والمعاد محمد بن يوسف الصالحي الشامي: كتاب جماع آلات حربه صلى الله عليه وسلم، الباب الأول في قسيه صلى الله عليه وسلم، ج:۷، ص:۳۶۳

103 اوقیہ عربی زبان وقیہ سے نکلا ہے اور مشہور وزن ہے، جس کی جمع اواقی ہے۔ جو اکثر عرب اور اسلامی اصطلاحات میں استعمال ہوتا ہے۔ فقہاء کے نزدیک ایک اوقیہ 40 درہم کا ہوتا ہے، جو 7 مثقال کے برابر ہے جبکہ ایک درہم 3.17 گرام کے برابر ہے تو اس حساب سے جدید وزن= میں 3.17×40=126.8 گرام بنتے ہیں۔ ایک اوقیہ رطل کا 12/1 حصہ بنتا ہے جبکہ اس حساب سے جدید اوزان میں 200 گرام کے برابر ہے۔ احناف کے= نزدیک اوقیہ 200.8 گرام کے برابر ہے۔ کچھ فقہا کے نزدیک اس کا وزن 201 گرام ہے۔ اختلاف کی وجہ ہر فقہی مکتب فکر کے نزدیک درہم کی مقدار ہے۔ ایک اوقیہ 40 درہم کا پانچ اوقیہ 200 درہم ہوئے اور دس درہم سات مثقال کے اور ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا اس حساب سے دو سو درہم باون تولہ چھ ماشہ ہوئے یہ چاندی کا نصاب ہے، درہم کی قیمت کا اعتبار نہیں وزن کا لحاظ ہے۔ ایک اوقیہ سوا تین تولہ کا ہوتا ہے۔ یہ زکوۃ کے نصاب کا حساب ہوا، اگر بارہ اوقیہ مہر کا حساب لگانا ہو تو تقریباً، ۴۸۰ درھم جو ۳۹ تولہ اور گرام کے حساب سے ۱۴۰۹.۶ گرام بنتا ہے۔ از تحويل الموازين والمكاييل الشرعية الى المقادير المعاصرة لعبد الله بن سيلمان المنيع: ج:۱، ص:۲۶۔

104 ابن الاثیر کا سلسلۂ نسب یوں ہے کہ "علي بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيباني الجزري"، ان کی کنیت ابو الحسن، عز الدین اور ابن الاثیر آتی ہیں، تاریخِ پیدائش ۵۵۵ھ بتائی جاتی ہے۔ تاریخ کے امام، انساب و قبائل عرب کے خوب ماہر، اور لغت و ادب کے عالم جانے جاتے ہیں، جزیرۂ ابن عمر میں پیدائش ہوئی، موصل کے علاقے میں مستقل قیام پذیر رہے، اور کسبِ علم کے لئے ارد گرد کے بلاد کے کافی اسفار کیے، پھر دوبارہ موصل ہی میں رہائش پذیر رہے، اور فضلاء اور ادباء کے ایک جمِ غفیر کو اپنے علم سے سیراب کیا، اور موصل ہی میں وفات پائی۔ اور تاریخِ وفات ۶۳۰ھ ہے۔ بہت ساری کتب تحریر فرمائی، جن میں مشہور یہ ہیں: پانچ ضخیم جلدوں میں "اسد الغابة في معرفة الصحابة"، اور "الكامل" جس کتاب کو اپنی وفات سے ایک سال مکمل فرمایا، جو بارہ جلدوں میں ہے۔ اسی طرح انساب و قبائل کا جس کتاب میں تذکرہ ہے وہ "اللباب" ہے، تاریخ الدولة

الاتابکیۃ، بلاغت کے عنوان پر "الجامع الکبیر"، اور "تاریخ الموصل" جس کتاب کو آپ مکمل نہیں کر سکے، جیسی کتب آپ کی شاہکار تصانیف ہیں۔از الاعلام للزرکلی: ج:۹، ص:۴۰۵

105 اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لأبي الحسن علي بن محمد بن عبد الكريم الجزري ابن الأثير: ذکر لباسہ وسلاحہ ودوابہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج:۱، ص:۱۸

106 المعجم الكبير لسليمان بن أحمد بن أيوب أبو القاسم الطبراني: باب العين، احادیث عبد اللہ بن العباس بن عبد المطلب، ج:۱۱، ص:۱۱۱، رقم الحدیث:۱۱۲۰۸، مکتبۃ العلوم والحکم الموصل، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۰۴ھ

107 السنن الكبرى لأبي بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي: كتاب السبق والرمی، باب ماجاء فی تسمیۃ البهائم، ج:۱۰، ص۲۵، رقم الحدیث:۲۰۲۹۷، مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ الكائنۃ في الهند بلدة حیدر آباد ۱۳۴۴ھ

108 مقوقس شاہِ مصر کا نام جریج بن متی تھا، جس کا لقب مقوقس تھا۔ اور جو مصر واسکندریہ میں قبطیوں کا آخری فرماں روا "مقوقس" بادشاہ تھا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خط لکھا جس میں یہ قلمبند تھا کہ میں آپ کی خدمت میں دو لونڈیاں بھیج رہا ہوں جنہیں قبطیوں میں بڑا مرتبہ حاصل ہے، کپڑے بھیج رہا ہوں، اور آپ کی سواری کے لیے ایک خچر بھی ہدیہ کر رہا ہوں اور آپ پر سلام۔ اسلام کی طرف مائل تھا لیکن اسلام نہ لایا۔ دونوں لونڈیاں ماریہ اور سیرین تھیں۔ خچر کا نام دُلدل تھا۔ جو معاویہ کے زمانے تک باقی رہا۔ جب ہرقل روم کو مقوقس کے تحائف کی اطلاع ملی تو مقوقس کو معزول کر دیا جب عمرو بن العاص نے مصر فتح کیا تو اسے بحال کر دیا وہ ہر بات مسلمانوں کے مشورے سے کرتا تھا۔ از البدایۃ والنهایۃ لابن کثیر: ج:۴، ص:۱۸۰۔

109 لم اجده عن قدامۃ بن عبد اللہ

110 ذی جدر قباء کی ایک بستی جو مدینہ منورہ سے سات میل کے فاصلے پر مقام عیر میں واقع ہے۔ از الطبقات الاکبر یلابن سعد: ج:۲، ص:۹۳۔

111 مدینہ منورہ کی جنوبی طرف میں واقع پہاڑ جس سے مدینہ منورہ کی حدود شروع ہوتی ہے "جبلِ عیر" کہلاتی ہے، یہ مشرق سے مغرب تک لمبا پہاڑ ہے، اس پہاڑ کی مغربی طرف ذی الحلیفہ سے جا ملتی ہے، اور اس کی مشرقی طرف "قباء" کی مغربی جانب سے ٹکراتی ہے۔ از مختصر کتاب الاحادیث الواردۃ فی فضائل المدینۃ للدکتور صالح بن حامد الرفاعی: ج:۱، ص:۵۔

112 المائدۃ:۳۳

113 ترکۃ النبي، لحماد بن إسحاق بن إسماعيل بن حماد بن زيد الجهضمي الازدي: وأما منائحہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج:۱، ص:۸۹، رقم الحدیث:۸۳، ۸۲